رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ہفتہ وار

قادیان
دور جدید

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ۲۴
امراء و رؤساء سے ۲۰
معاونین سے ۱۲
عوام سے ۶
ممالک غیر سے ۱۲
مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲

مدیر اعلیٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسؤل شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۹ — ۵ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۳۶ء بروز ہفتہ — نمبر ۲۶ و ۲۷

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سفر سندھ سے قادیان میں تشریف آوری

۱۲ نومبر ۱۹۳۶ء کو احمد آباد سٹیٹ سندھ میں احباب نے حضور کے لئے اونٹ کی سواری کا انتظام کیا حضور نے قریباً دو میل سواری کی۔ اور اسے پسند فرمایا
۱۳ نومبر کو حضور بعد ادائیگی نماز جمعہ احمد آباد سے بذریعہ موٹر نبی سر سٹیشن پر تشریف لائے۔ اور گاڑی پر سوار ہوئے۔ حضور کے میرپور خاص پہنچنے پر تین اشخاص نے بیعت کی۔ سوا دس بجے کے قریب حضور حیدر آباد سندھ پہنچے۔ احمدی احباب دور دور سے حضور کی ملاقات کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ پلیٹ فارم پر ہی مغرب اور عشاء کی نمازیں حضور نے پڑھائیں۔ اور حلقہ احباب میں تشریف فرما رہے۔ اس وقت دو اصحاب نے بیعت کی۔ شجاع آباد میں ملک حبیب الرحمن صاحب اے۔ ڈی آئی۔ برادر خورد ملک فضل الرحمن صاحب حکیم مبلغ مغربی افریقہ نے حضور کی خدمت میں کھانا پیش کیا جس کی منظوری انہوں نے پہلے حاصل کر لی تھی۔ ملتان چھاؤنی پر بھی بہت سے احباب جماعت بغرض ملاقات حاضر تھے جنہیں حضور نے مصافحہ کا شرف بخشا۔ اور حالات دریافت فرماتے رہے۔ خانیوال بھی جماعت کے بہت سے دوست اردگرد دیہات سے حضور کی ملاقات کے لئے موجود تھے۔ حضور نے معہ جملہ احباب جماعت پلیٹ فارم پر نماز ظہر و عصر ادا فرمائی۔ جب گاڑی داد فتیانہ اور ہڑپہ کے درمیان پہنچی۔ تو اچانک نعرہ ہائے اللہ اکبر نے مسافروں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ غالباً چک نمبر ۱۱-ایل کی جماعت کے بچے بوڑھے جوان سب قطار باندھے کھڑے ہیں۔ کیونکہ کسی بالکل قریب کے سٹیشن پر سب حاضر نہ ہو سکتے تھے۔ انہوں نے ایک لمبے سفید کپڑے پر اھلاً وسھلاً ومرحباً لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد گاڑی منٹگمری پہنچی۔ جہاں مکرم شیخ عبدالغنی صاحب نائب تحصیلدار خانیوال برادر شیخ یوسف علی صاحب نے چائے پیش کی۔ آخر گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ ۸ بجے کے قریب لاہور پہنچی۔ احباب جماعت کثیر تعداد میں حضور کی ملاقات کے لئے حاضر تھے۔ حضور نے سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ اور اسی وقت بذریعہ موٹر روانہ ہو گئے۔ اور رات کے بارہ بجے قادیان تشریف لائے۔ خاکسار عبدالرحمن انور۔

دار الامان کا ہفتہ

قادیان ۱۵ نومبر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کل بارہ بجے رات سفر سندھ سے واپس تشریف لائے۔ اس وقت احمدیہ چوک میں حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مقامی امیر۔ آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب ناظر صاحبان صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ اور بعض اور دوست موجود تھے۔ جنہیں حضور نے ازراہ نوازش شرف مصافحہ بخشا بٹالہ سے آنے والی سڑک پر دور تک نیشنل لیگ کور کے والنٹیئرز کا پہرہ کا انتظام قابل تعریف تھا۔ حضور کی صحت کے متعلق آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ الحمد للہ صحت اچھی ہے۔
حضرت ام المومنین مدظلہا العالی و دیگر افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بخیر و عافیت ہیں۔

صاحبزادگان مرزا مظفر احمد صاحب و مرزا سعید احمد صاحب کی لنڈن سے مراجعت

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بی۔ اے۔ ابن حضرت بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت جو ۳۰ اگست ۱۹۳۳ء کو اور صاحبزادہ مرزا سعید احمد صاحب بی۔ اے۔ ابن جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے۔ سی۔ جو ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء کو ترقی تعلیم کی غرض سے لنڈن تشریف لے گئے تھے۔ ۱۴ نومبر ۱۲ بجے کی ٹرین سے بخیر وارد دارالامان ہوئے۔ سٹیشن پر بزرگان سلسلہ کے علاوہ مقامی جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد اپنے ان عزیزوں کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب ریلوے اینڈ کامرس ممبر گورنمنٹ آف انڈیا بھی جو اسی روز صبح تشریف لائے تھے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ گاڑی کے پہنچنے پر صاحبزادگان نے تمام اصحاب سے مصافحہ کیا۔ اور پھر موٹر میں بیٹھ کر شہر تشریف لے آئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر دو صاحبزادگان کی صحت اچھی ہے۔

پیامِ حیات

ہوئے انوار نازل آسماں سے — چڑھا سورج زمینِ قادیاں سے
فروغِ حسن کی شرقی تجلّی — ہویدا ہوگئی ہندوستاں سے
خدا کے عہد پورے ہوگئے ہیں — ظہورِ مہدیٔ آخر زماں سے
ملی عزت مسیحا کو وہیں سے — ملی تھی اس کے آقا کو جہاں سے
کرامت گرچہ بے نام و نشاں تھی — مگر ظاہر ہوئی دارالاماں سے
ہزاروں سونے والے جاگ اُٹھے — طلوعِ آفتابِ ضو فشاں سے
ثریا سے اتارا جس نے ایماں — بلندی اس کی پوچھو کہکشاں سے
اہانت کی سزا لیکھو سے پوچھو — رعونت کی امان اللہ خاں سے
عزیزو! یوں گرو احمدؐ کے در پر — کہ پھر اُٹھو نہ سنگِ آستاں سے
خدا کے مائدہ سے منہ نہ موڑو — اُٹھاؤ فائدہ ہر اک نشاں سے
یہ برکت ہے محمد مصطفیٰؐ کی — اسے حاصل کرو صاحبقراں سے
ہوائیں لا رہی ہیں نکہتِ گُل — گلستانِ مسیحائے زماں سے
پھلو پھولو بہارِ جاوداں میں — پناہ میں آؤ بادِ خزاں سے
گلوں سے دامنِ امید بھر لو! — نہ خالی ہاتھ جاؤ بوستاں سے

اسلم بی اے قادیان

نیشنل لیگ قادیان کا غیر معمولی جلسہ

مقامی پولیس کے رویہ کے خلاف صدائے احتجاج

قادیان ۱۵ نومبر آج بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں مقامی نیشنل لیگ کا اجلاس زیر صدارت شیخ محمود احمد صاحب عرفانی صدر نیشنل لیگ منعقد ہوا۔ جس میں اول صاحب صدر نے۔ اور پھر مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری نے مقامی پولیس کے اس خطرناک رویہ پر روشنی ڈالی جو اس نے مولوی عطاء اللہ کی آمد پر اختیار کیا۔ اور احرار کی نہایت اشتعال انگیز حرکات کو نہ روکا۔ آخر میں ایک قرارداد پیش کی گئی۔ جس میں ضلع کے حکام بالا کو مقامی پولیس کے رویہ میں اصلاح کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ یہ قرارداد اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔ اور جلسہ سوا نو بجے دعا پر ختم ہوا۔ (الفضل)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کے مضامین

امسال سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کے لئے حسب ذیل تین مضامین مقرر کئے گئے ہیں۔

۱۔ جنگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں کے ساتھ سلوک۔ اور اس بارہ میں آپ کا مقدس اسوۂ حسنہ۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ مستقبل کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیاں۔

احباب کرام کو چاہئے کہ ان مضامین پر لیکچر دینے کے لئے تیاری کریں۔ اور اہل قلم اصحاب انہی مضامین پر مضامین لکھ کر بہت جلد الفضل میں بھجوا دیں۔ تاکہ خاتم النبیین نمبر میں شائع کئے جائیں (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

ایک بے بنیاد افواہ کی تردید

وہ لوگ جو آئندہ انتخابات کو جنگ وجدل کا موجب بنانا چاہتے ہیں۔ اور جن کے مدنظر یہ بات نہیں۔ کہ ان کے حلقہ سے کوئی قابل ترین نمائندہ منتخب ہو۔ بلکہ ان کے پیش نظر ذاتی مفاد ہیں۔ یا کسی سے کسی قسم کا بغض وحسد رکھتے ہیں۔ انہوں نے ابھی سے ایسا طریق عمل اختیار کر لیا ہے۔ جسے کسی صورت میں بھی شریفانہ اور پسندیدہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ چنانچہ ناظم صاحب انتخابات اسمبلی قادیان کی اطلاع مظہر ہے کہ بعض اخبارات نے محض شرارت کی بناء پر غلط افواہ اور بے بنیاد خبر شائع کی ہے۔ کہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے جو آئندہ پنجاب اسمبلی کے انتخاب کے لئے حلقہ دیہاتی تحصیل بٹالہ سے بطور امیدوار کھڑے ہو رہے ہیں۔ کسی اور امیدوار کے حق میں دست بردار ہو گئے ہیں۔ یہ خبر بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور اس میں سر مو صداقت نہیں ہے۔ چوہدری صاحب موصوف بدستور اس حلقہ سے بطور امیدوار کھڑے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ان کے لئے کامیابی کی کافی امید ہے۔

ووٹر حلقہ بٹالہ کے وہ اصحاب جو اپنے حقوق اور مفادات کی حفاظت کے لئے اپنا نمائندہ اسمبلی میں بھیجنا چاہتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ جناب چوہدری فتح محمد صاحب کی دست برداری کا خیال تک بھی دل میں نہ لائیں۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

ذکر حبیب کے متعلق حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی دلچسپ تقریر

میں مکرمی مولوی غلام احمد صاحب ارشد سیکرٹری ذکر حبیب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ذکر حبیب کی مجلس کے قیمتی ذکر کو لکھ کر الحکم کے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی احباب کی ایسی تقریریں نوٹ کر کے بھیج دیا کریں گے ۔ (محمود احمد عرفانی)

آج بتاریخ ۹ ستمبر سوموار اور منگل کی درمیانی شام کو مہمان خانہ میں مغرب کی نماز کے بعد حسب دستور سابق [illegible] کا انتظام کیا گیا۔ جس میں مقامی احباب نے کثرت سے شمولیت اختیار فرمائی۔ اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے صدارت کے فرائض کو سرانجام دیتے ہوئے فرمایا کہ جیسا یہاں مہمان خانہ میں مہمانوں کی خاطر نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید اور حدیث شریف اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کا درس ہوا کرے۔ ایسا ہی یہ بھی میں نے انتظام کیا ہے کہ ہر روز یہاں مختلف مسائل پر تقریریں ہوا کریں۔ اور ہر پیر کے روز ذکر حبیب پر ان احباب کی تقریریں کرائی جائیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ اس مبارک تقریب کو شروع کرنے کے لئے حضرت مفتی صاحب کو تکلیف دی ہے۔ کہ وہ ہمیں حضور کے چشم دید واقعات سے مستفیض فرماویں۔ تاکہ ہم ان سے فائدہ حاصل کریں۔ اور باوجود مفتی صاحب کے اپنی علالت طبع کے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم ان کی زبان مبارک سے حضورؑ کے واقعات سنیں۔

مفتی صاحب کی تقریر

فرمایا کہ میں سب سے پہلے احباب سے معافی چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ میر صاحب نے فرمایا ہے میری طبیعت علیل ہے۔ اور میں کھڑے ہو کر تقریر نہیں کر سکتا۔ اس لئے بیٹھ کر تقریر کرونگا حضرت میر صاحب نے یہ جو تجویز فرمائی ہے یہ مہمانوں کے لئے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کا سننا ایمان کی تازگی کا موجب ہے

(۱) حضورؑ کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی تھی

حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہ کر اور ان کے پاکیزہ حالات معلوم کر کے جو کچھ سبق ہم کو حاصل ہوا ہے وہ یہ ہے کہ حضور اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھتے تھے۔ دوسرے امور کی طرف حضور کا دل نہیں لگتا تھا۔

مثلاً ایک دفعہ ایک شخص بھیرہ سے قادیان آیا۔ حضور سے ملا۔ آپ نے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ اور کتنے روز یہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ میں بھیرے سے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا بھیرہ یہاں سے کتنا دور ہے تو انہوں نے فاصلہ بتایا۔ پھر اسی طرح ایک اور شخص بھیرہ سے آیا۔ تو اس سے بھی حضرت نے یہی سوال کیا ہے کہ بھیرہ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے۔ آپؑ کو پہلے شخص کی بتائی ہوئی بات بھول گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہر وقت رہتی تھی۔ اور دنیا کی باتوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی تھی۔

۲۔ کتاب نور الدین کی تصنیف

حضور کی زندگی میں ایک مسلمان عبد الغفور نام آریہ ہو گیا۔ اور اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا ترک اسلام۔ مسلمانوں نے اس کا جواب لکھا۔ قادیان میں حضور کے پاس عبد الغفور کی کتاب ترک اسلام کا ذکر ہوا۔ تو حضرت صاحب نے سن کر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس کا جواب لکھیں۔ مولوی صاحب نے اس کا جواب لکھنا شروع کیا۔ اور حضرت صاحب کا یہ معمول تھا کہ جو کچھ حضرت مولوی صاحب ہر روز لکھتے وہ سنا کرتے تھے۔ ایک ماہ تک حضور سنتے رہے۔ اور پھر اس کے چھاپنے کا بھی حکم دیا۔ کہ اس کو چھاپ کر شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ کتاب پریس میں دی گئی۔ اور حضورؑ نے خود اس کا نام نور الدین رکھا۔ ایک سال کے بعد کسی اخبار میں عبد الغفور کے متعلق کچھ شائع ہوا مجھے یاد نہیں کہ کیا بات تھی۔ بہر حال میں نے حضرت صاحب کے پاس اس کا ذکر کیا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا عبد الغفور کون ہے؟ میں نے کہا حضور وہی عبد الغفور جو پہلے مسلمان تھا۔ اور پھر آریہ ہو کر دھرم پال بن گیا ہے اس نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا ترک اسلام تھا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا پھر اس کتاب کا کسی نے جواب بھی لکھا۔ تو میں نے عرض کی کہ حضور نے خود حضرت مولوی صاحب کو اس کا جواب لکھنے کے متعلق فرمایا تھا۔ اور وہ لکھا گیا۔ اور اس کا نام حضور نے خود نور الدین رکھا۔ اور وہ کتاب شائع ہو گئی۔ اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو خدا کی طرف توجہ تھی۔ حضرت صاحب کتاب تصنیف کرتے تھے تو محض اس لئے کہ دنیا دار الاسباب ہے۔ ورنہ اصل میں حضور کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف تھی۔ اور خدا پر توکل اور بھروسہ ہوتا تھا۔ کبھی بھی اسباب پر بھروسہ نہیں کیا۔ اور اپنے خدام کو بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ اور اسباب پر بھروسہ نہ کرو۔

۳۔ حضورؑ کی سادگی

حضرت صاحب دوستوں میں اس طرح بیٹھتے تھے۔ کہ باہر سے آنے والا یہ نہ معلوم کر سکتا تھا۔ کہ مرزا صاحب ان میں کون ہیں۔ نہایت سادگی کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ صاحب مرحوم مسجد مبارک کے محراب میں بیٹھے تھے۔ اور حضورؑ ان کے ایک طرف تھے۔ ایک شخص باہر سے آیا اور دوڑ کر مولوی صاحب سے مصافحہ کر لیا۔ مولوی صاحب کی طبیعت بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ آپ نے کیا سمجھ کر مجھ سے مصافحہ کیا ہے۔ حضرت صاحب میں نہیں بلکہ حضرت صاحب وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاءؑ کس طرح اپنے دوستوں میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

۴۔ اپنے دوستوں کی خدمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دوستوں کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں حضور کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ میں نے مسجد مبارک میں حضورؑ سے ملاقات کی۔ باتیں کرتے رہے فرمانے لگے مفتی صاحب آپ کو بھوک لگی ہوگی میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ میں نے سمجھا اندر سے کسی خادمہ کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ حضورؑ ایک کھڑکی میں سے تشریف لایا کرتے تھے۔ جو کہ مسجد کی طرف کھلتی تھی۔ چند منٹ کے بعد وہ کھڑکی کھلی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور خود مجمع اٹھائے ہوئے ہیں جس میں سالن اور روٹی رکھی ہوئی تھی آئے۔ بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تو اس پر حضور نے فرمایا مفتی صاحب آپ روتے کیوں ہیں۔ ہم تو اپنے دوستوں کی اس لئے خدمت کرتے ہیں۔ تاکہ وہ بھی اپنے دوستوں کی خدمت کریں۔ اور ہم تو لوگوں کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ آپ اس قدر پریشان کیوں ہوتے ہیں میں نے کہا دیکھو یہ خدا کا پاک مسیح میرے جیسے نابکار کی خدمت کرتا ہے۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ اصل میں انبیاء دنیا کی خدمت کے لئے آتے ہیں۔ وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کے اسوہ [illegible]

۵۔ آپؑ اخلاقِ عالیہ کی اعلیٰ مثال تھے

ایک دفعہ میں پھر لاہور سے قادیان آیا۔ اور جب میں جانے لگا۔ تو حضورؑ نے فرمایا کہ مفتی صاحب کے لئے روٹی لاؤ۔ چنانچہ ایک خادم روٹی لائے۔ مگر دستر خوان نہیں تھا۔ تو حضور نے فرمایا دستر خوان مفتی صاحب کے لئے کیوں نہیں لائے۔ جھٹ اپنی پگڑی کا پلہ پھاڑ کر اس میں روٹی باندھ دی۔ یہ شفقت اور فضل تھا۔ اور یہ کامل نمونہ تھا نبوت کا۔ میں اپنے یقین کامل کے ساتھ

حضرت صاحب کو نبی مانتا رہا۔

۶- مجھے تو حضرت صاحب نبی نظر آتے ہیں۔

مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ ڈنگہ میں ایک لڑکا عیسائی ہوگیا۔ اس کی والدہ کو بہت تکلیف ہوئی۔ اس نے سُنا کہ قادیان میں ایک میرزا غلام احمدؑ صاحب ہیں۔ اور وہ عیسائیوں کو خوب جواب دیتے ہیں۔ وہ اپنے لڑکے کو لے کر قادیان آئی۔ حضرت صاحب کے پاس رہتی رہی۔ آخر کار اس لڑکے پہ اثر ہوا اور وہ پھر مسلمان ہوگیا۔ اور وہ عورت حضرت صاحب کے گھر میں رہتی تھی۔ جب ہی وہ عورت مجھے ملتی مجھے یہی کہا کرتی تھی۔ کہ مجھے تو حضرت صاحب نبی معلوم ہوتے ہیں۔ میں ان کو یہی کہا کرتا تھا۔ کہ ہاں بے شک حضرت صاحب نبی ہیں۔

۶- تازہ بتازہ نشان

ہم حضرت صاحب کے زمانہ میں تازہ بتازہ نشان مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ ایک بات جو حضرت صاحب نے صبح کو بیان فرمائی وہ شام کو پوری ہو جاتی تھی۔ اور ایک الہام شام کو سنایا وہ صبح کو پورا ہو جاتا تھا۔ جس سے ہمارے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی تھی۔

۷- مہمانوں پر حضورؑ کی شفقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمانوں پر بہت شفقت اور مہربانی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا۔ جس حجرہ میں ہم رہتے تھے اس کے پاس ہی حضرت صاحب کا حجرہ تھا۔ حضورؑ ہماری باتیں سن لیا کرتے تھے۔ باہر سے مہمان کچھ زیادہ آگئے۔ حضرت ام المومنین (اللہ تعالے ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور بہت لمبی عمر عطا فرمائے) بہت گھبرائیں۔ کہ اتنے مہمانوں کا کس طرح انتظام ہوگا۔ اور ان کو کہاں ٹھہرایا جاوے گا۔ حضورؑ نے فرمایا۔ کہ دیکھو مہمانوں کی بہت خاطر کیا کرو۔ اور ایک قصہ سنایا کہ ایک دفعہ ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا جنگل میں ہی اس کو رات ہوگئی۔ ایک درخت کے نیچے رات بسر کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ سردی کا موسم تھا۔ نہ کھانے کو تھا نہ تاپنے کے لئے آگ تھی۔ درخت کے نیچے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس درخت کے اوپر دو پرندے نر اور مادہ رہا کرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں گفتگو کی کہ یہ ہمارا مہمان ہے۔ اور سردی کا موسم ہے اسے آرام پہنچانا چاہئے۔ آخر بہت گفتگو کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ کہ اپنا گھونسلہ پھینک دینا چاہئے [illegible] تاکہ یہ آگ جلا لے۔ چنانچہ انہوں نے گھونسلے کو نیچے پھینک دیا۔ اور اس نے آگ جلالی اور تاپنے لگا۔ پھر ان کو خیال آیا کہ یہ بھوکا ہوگا۔ اس کے لئے کھانا مہیا کرنا چاہئے۔ گفتگو کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اپنے آپ کو اس آگ میں پھینک دینا چاہئے۔ تاکہ یہ ہم کو بھون کر اپنی بھوک بجھائے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو فرمانے لگے کہ دیکھو ان پرندوں نے اپنا سامان بھی دے دیا اور اپنی جانیں بھی قربان کر دیں تاکہ اپنے مہمان کو آرام پہنچاویں۔ اسی طرح ہم کو بھی اپنے مہمان کی خاطر کرنی چاہئے۔ ہر ایک مہمان جو قادیان آتا ہے اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ قادیان آنا بھی ایک نشان ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ وَيَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

۸- امریکہ کے پھول

مجھے ایک واقعہ یاد آگیا امریکہ میں ایک عورت رہتی تھی جس کا نام مس　　　　تھا۔ وہ حضرت کی طرف بہت خط وکتابت کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے حضرت کی طرف خط میں کچھ پھول بھیجے تو حضور نے فرمایا یہ پھول بھی ایک نشان ہیں۔

۹- سورج کا مغرب سے نکلنا

جب میں سب سے پہلے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا تو اسوقت میں اور سید فضل حسین شاہ صاحب مرحوم مہمان تھے۔ حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ فضل شاہ صاحب نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ مہدی کے زمانہ کی یہ علامت ہوگی کہ سورج بجائے مشرق کے مغرب کو چڑھے گا اس کے کیا معنی ہیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ سیارے اپنے محور کو نہیں چھوڑتے وہ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس سورج سے مراد اسلام کا سورج ہے جو مغرب سے طلوع کریگا۔ یعنی یورپ کے لوگ جو ہیں وہ اسلام کو قبول کریں گے۔

۱۰- یورپ کے مسلمان ہونے کی خواہش

ایک دفعہ حضرت محمدؐ احسن صاحب نے اپنے ایک رشتہ دار کو قادیان حضور کے پاس ایک خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا۔ کہ فلاں مناظرہ میں بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ میں ان دنوں میں قادیان میں تھا۔ اور ان کا نام قاضی آل محمدؐ تھا۔ انہوں نے آکر آواز دی۔ تو اسوقت میں حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نے پوچھا یہ کون ہیں ان سے دریافت کرو اور یہ کیا کہتے ہیں۔ میں نے جاکر دریافت کیا۔ اور اُن سے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں تو حضرت سے خود بات کرونگا۔ تم کو نہیں بتانا چاہتا۔ میں نے جاکر حضرت کو ان کا جواب سنا دیا۔ حضرت صاحب نے دوبارہ سہ بارہ ان کی طرف بھیجا۔ کہ ان سے جاکر کہو کہ جو بات بتانی ہے مجھے بتا دیں۔ میں باہر نہیں آسکتا میرا حرج ہوتا ہے۔ آخر انہوں نے بتایا کہ یہ بات ہے۔ میں نے جاکر حضرت صاحب کو بتا دیا۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں نے سمجھا کہ شاید یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔ حضور کو ہر وقت یہی خواہش رہتی تھی کہ لوگ مسلمان ہو جاویں اور یورپ بھی مسلمان ہو جاوے۔

۱۱- رویا میں طریق تبلیغ بتلانا

میں جب تبلیغ سے واپس گیا۔ تو میں نے ایک شخص سے زبردستی بیعت لی۔ تو حضرت صاحب مجھے خواب میں ملے۔ اور فرمانے لگے۔ مفتی صاحب آپ لوگوں سے زبردستی بیعت لیتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح پھر ایک دفعہ مجھے رویا میں ملے اور پھر فرمایا کہ مفتی صاحب آپ احمدیوں میں نہ ٹھہریں بلکہ غیر احمدیوں میں ٹھہریں۔ حالانکہ میرا ارادہ احمدیوں میں ٹھہرنے کا تھا۔ اور اس سے مجھے واقعی بہت فائدہ ہوا۔

۱۲- ایک عرب حضورؑ کی عربی دانی کا قائل ہوگیا

قادیان میں مسجد کے پاس ایک کوٹھڑی میں ایک عرب صاحب رہا کرتے تھے۔ نہایت ہوشیار آدمی تھے۔ جب انہوں نے حضرت صاحب کی بعض عربی کتابیں پڑھیں تو انہوں نے کہا کہ یہ خود نہیں لکھیں بلکہ کسی سے لکھوائیں ہیں۔ ایک دفعہ یہ حضرت صاحب کا امتحان کرنے کے لئے یہ قلم دوات لایا کہ یہاں آپ عربی لکھ دیں مگر اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم تو اس طرح عربی نہیں لکھا کرتے ہم سے تو جب خدا لکھاتا ہے تو ہم لکھتے ہیں۔ اگر ہم اس طرح لکھیں تو ممکن ہے کہ ہاتھ شل ہو جائیں۔

ایک دفعہ انہوں نے ایک سوال لکھ کر پیش کیا۔ حضور نے اس کو پڑھ کر عربی ہی میں فوراً جواب لکھ دیا۔ اسی طرح سے کئی روز وہ عرب صاحب حضور کی خدمت میں سوال لکھ کر پیش کرتے رہے اور حضور اس کا عربی میں ہی جواب لکھتے رہے۔ آخر اس کو یقین ہوگیا کہ واقعی یہ عربی خوب لکھ سکتے ہیں۔

۱۳- حضورؑ کے الہامات خدا کی طرف سے تھے۔

جو قوت اور طاقت حضورؑ کو بولنے یا لکھنے کی تھی اس پر حضور کو بھروسہ نہیں تھا۔ بلکہ خدا کی طرف توجہ تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے لاہور میں کہا کہ آپ یہ لکھ دیں کہ واقعی جو کچھ مجھے الہامات ہوتے ہیں خدا تعالے کی طرف سے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ میں ایک ہفتہ کے بعد لکھ دونگا وہ شخص ہفتہ کے بعد پھر حاضر ہوا۔ اور وہ وعدہ یاد دلایا۔ تو حضور نے فرمایا اچھا۔ قلم کاغذ دوات لاؤ میں لکھ دیتا ہوں۔ تو حضور نے لکھ دیا۔ کہ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو دعویٰ کیا ہے۔ اور جو دلائل اور الہامات میں نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ وہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

۱۴- مہمان سے حسن سلوک

مہمان خانہ کے متعلق مجھے ایک بات یاد آگئی۔ کہ ایک حافظ حامد علی صاحب تھے۔ ایک دفعہ ایک مہمان آئے۔ حضرت صاحب نے حکم دیا کہ ان کو لحاف دے دیا جائے۔ تو حافظ صاحب نے کہا۔ نہیں حضور یہ لحاف لے کر بھاگ جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں دے دو۔ اگر یہ لے گیا تو اس کا وبال اس پر ہے۔ ہم پر تو نہیں۔

۱۵- سوال کو رد نہ کرتے تھے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس ایک نہایت خوبصورت حمایل تھی۔ ایک مہمان آئے۔ انہوں نے وہ حمایل مجھ سے مانگی میں نے ان کو دے دی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ اما السائل فلا تنہر۔

۱۶- حضورؑ نے مفتی صاحب سے انگریزی انجیل سُنی

ایک دفعہ کا ذکر ہے میں لاہور سے قادیان روانہ ہوا۔ تین دن کی رخصت تھی۔ رات کو گاڑی بٹالہ پہنچی۔ میں نے کہا کہ اگر رات کو یہاں رہا۔ تو یہ رات یہاں ضائع ہو جائے گی۔ چلو پیدل چلتے ہیں۔ چنانچہ میں چل پڑا۔ راستے میں دعا کی کہ الٰہی تو قادر مطلق ہے۔ اور وقت و زمانہ کا بھی تو خالق و مالک ہے۔ اس لئے تو ان تین دنوں کو تین مہینوں کے برابر کر دے۔ تاکہ میں حضرت صاحب کی صحبت میں تین ماہ کا فائدہ حاصل کر لوں۔ چنانچہ جب میں رات ہی کو قادیان پہنچا تو حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا مفتی صاحب آپ اس وقت کس طرح

ہمارے محترم دوست قریشی محمد صادق صاحب بی۔ اے شبنم (سرحدی) نے ایک نہایت لطیف اور مفید کام شروع کیا ہے اور وہ درثمین فارسی کی شرح لکھنے کا کام ہے سلسلہ میں ہزارہا ایسے لوگ ہیں جو حضور کے فارسی کلام فارسی نہ جاننے کیوجہ سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ شبنم صاحب کی یہ سعی ان تمام احباب کو حضور کے فارسی کلام سے مستفید ہونے کا موقع دے سکے گی امید ہے کہ احباب اس کلام اور اسکی شرح کو پڑھکر شبنم صاحب کیلئے دعا کرینگے کہ خدا تعالےٰ انکو اس کام کے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دے۔ (ایڈیٹر)

ہر دم از کاخِ عالم آواز لیست
کہ یگش بانی و بنا ساز لیست

شعر کے دو معنے کئے جاسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کائنات کے محل سے ہر وقت یہ آواز آتی ہے کہ اس کا موجد اور اسکی بنیاد ڈالنے والا صرف ایک ہے یعنی اس محل کی تعمیر اس احسن طریق سے ہوئی ہے کہ اس میں کسی قسم کا نقص نہیں۔ اگر اس کا بانی ایک نہ ہوتا۔ زیادہ ہوتے تو ضرور اس تعمیر کی ترتیب اور تکمیل میں اختلافات ہوتے۔ اور اس میں جو قانون رائج ہے وہ کسی وقت معرضِ خطر میں ہوتا اور اسطرح اٹل اور غیر متبدل نہ ہوتا جس طرح کہ اب ہے۔

شعر کے اس طرح معنے کرنے سے خدا کی واحدانیت ثابت ہوتی ہے اور مجازی مثال دیکر اس تفہیم کو بہت آسان کر دیا گیا ہے یعنی اپنے گرد و پیش کے مشاہدات میں ہم دیکھتے ہیں کہ مثلاً اگر ایک عمارت کے بنانے میں ایک معمار نے کام کیا ہو تو حالت تعمیر اول سے آخر تک ایک جیسی ہوتی ہے لیکن اگر معمار ایک سے زائد ہوں تو اس عمارت کو جو بھی دیکھے گا مختلف مقامات پر مختلف قسم کا کام نظر آئے گا۔ اسی طرح کائنات کی تشکیل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خالق اور معمار بھی ایک ہی ہے۔

دوئم اس شعر کے یہ معنے بھی کئے جاسکتے ہیں کہ موجودات کے محل سے ہر وقت یہ آواز آتی ہے کہ اس کا بنانے والا بھی کوئی ہے۔ جس طرح مجاز میں ہم کسی عمارت کو دیکھتے ہی کہدیتے ہیں کہ اسکی تعمیر بغیر کسی معمار کے معرضِ وجود میں نہیں آئی۔ اسکی بنیاد رکھکر اسکو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والا مزدور کوئی ہے۔ اسی طرح ہم جب کائنات کے وجود کو دیکھتے ہیں تو خود بخود سمجھ لیتے ہیں کہ اس کا پیدا کرنے والا بھی کوئی ہے۔ شعر کے اس طرح معنے کرنے سے ہستی باریتعالےٰ ثابت ہوتی ہے۔ اور نیچریوں کے مقابلہ میں ایک ناقابل تردید ثبوت مل جاتا ہے۔

نہ کس او را شریک و انباز لیست
نے بکارش دخیل و ہمراز لیست

یہ شعر پہلے شعر کی تشریح کر دیتا ہے۔ یعنی نہ تو کوئی اس محل کے بانی اور بنا ساز کا شریک کار اور ساجھی ہے۔ اور نہ کوئی اسکے کام میں دخل دینے والا اور ہمراز ہے۔ اگر اس کا کوئی شریک ہوتا تو کائنات کے کسی حصہ پر اسکی حکومت ہوتی۔ اور ان دونو کی طرزِ حکومت میں کسی وقت تو کوئی فرق نظر آتا۔ مگر ابتدائے آفرینش سے آج تک اس قسم کا فرق ثابت نہیں ہُوا۔ لہذا ماننا پڑتا ہے کہ حاکم ایک ہی ہے۔ شریک تو کجا اس کا کوئی ہمراز بھی نہیں اگر اس کا کوئی ہمراز ہوتا۔ تو ممکن تھا کہ اپنے ارادوں یا اپنے مفاد کی خاطر اسکے کاموں اور قانون میں دخل دیکر کسی وقت اس میں تبدیلی پیدا کر دیتا۔ چونکہ ایسی تبدیلی کسی وقت بھی ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ لہذا ماننا پڑتا ہے کہ اس کا ہمراز کوئی بھی نہیں ہمراز ہونے کی صورت میں یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اسکی حکومت کے مقابل کوئی اور حکومت انہی اصولوں پر کھڑی کر دیجاتی۔ مگر چونکہ ایسا نہیں ہُوا لہذا اس کا کوئی ہمراز نہیں۔ ع۔ خدا کی باتیں خدا ہی جانے

حضور کا ایک اُردو کا شعر ہے

جس نے پیدا کیا وہی جانے دوسرا کیونکر اُسکو پہچانے!

ایں جہاں را عمارت انداز لیست
واز جہاں برتر است و ممتاز لیست

وہ اس جہان کی عمارت رکھنے والا ہے اور اس جہان سے برتر اور ممتاز ہے۔ خالق و مخلوق میں امتیاز یہ ہوتا ہے کہ خالق کو کسی مخلوق سے تشبیہہ نہیں دیجاسکتی اور یہی خالق کی برتری کی دلیل ہے خالق ازلی ابدی ہے مخلوق کی ابتدا بھی ہے انتہا بھی۔ خالق لازوال ہے۔ مخلوق کی حالت بدلتی رہتی ہے۔ اور انجام فنا ہے۔ وغیرہ۔

عالم مجاز میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ صانع اور مصنوع میں امتیاز ہوتا ہے۔ صانع کی بہترین صنعت اسکی ہمسری نہیں کرسکتی۔ صانع میں اپنے مصنوع کو تباہ کرنے اور مٹانے کی قابلیت ویسی ہی ہے جیسی کہ اسکی ایجاد اور مکمل کرنے کے وقت تھی۔ لیکن مصنوع کو صانع پر کسی قسم کا تصرف حاصل نہیں ہوتا۔ صانع جابر ہوتا ہے۔ اور مصنوع مجبور۔ یہی حال حقیقت میں ہے۔ صانع خدا ہے اور مصنوع جہان۔ خدا کو جہان پر ہر قسم کا تصرف حاصل ہے مگر جہان کو خدا کی ذات پر کسی قسم کا تصرف حاصل نہیں۔

اس شعر میں آریوں کے اس عقیدہ کی تردید مضمر ہے کہ جس طرح خدا ازلی ابدی ہے اسی طرح روح اور مادہ بھی ازلی ابدی ہیں۔ اگر روح و مادہ خدا کی طرح ازلی ابدی ہوتے تو اُن کو بھی خدا پر تصرف حاصل ہوتا۔ یا خدا کو کوئی تصرف ان پر نہ ہوتا۔ حالانکہ آریہ روح اور مادہ پر خدا کے تصرف کو تسلیم کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

چوہدری شکر اللہ خاں اور احمدیان ڈسکہ کو مبارک باد

چوہدری شکر اللہ خانصاحب رئیس اعظم ڈسکہ اور انکے ساتھ بعض دیگر احمدی احباب پر پولیس نے ایک مقدمہ زیر دفعات ۳۴۴/۳۴۵ وزیر دفعہ ۱۴۷ چلا رکھے تھے۔ ان سب میں وہ سب خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۲ نومبر کو بَری ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس برأت پر ہم صدق دل سے چوہدری شکر اللہ خانصاحب اور ان سب احمدی احباب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت سید عزیز الرحمن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میری بیماری اور سفر کے دنوں میں سید عزیز الرحمن صاحب فوت ہو گئے۔ الحکم میں ان کے نام سے بہت سی روایات شائع ہوئی ہیں انکی وفات پر منشی حبیب احمد صاحب خوشنویس نے جو اُن کے پڑوسی تھے ان کے کچھ حالات الحکم میں شائع کرائے مگر بہت سی باتیں جو میں نے ان سے اپنا خاص آدمی بھیج کر ان کے حالات کے متعلق دریافت کی تھیں شائع نہ ہو سکیں جو میں آج شائع کرتا ہوں۔

فرمایا۔ میں بیعت کر کے کپورتھلہ چلا گیا اور کچھ عرصہ وہاں رہا۔ اس کے بعد میرا وطن جانے کو دل چاہا۔ تو میں نے حضرت محمد خان صاحب مرحوم مغفور سے ذکر کیا کہ میں وطن جانا چاہتا ہوں مگر میں مسائل سلسلہ سے ابھی ناواقف ہوں۔ بریلی میں مجھے لوگ گھیر لینگے اس وقت میں ان کو کیا جواب دوں گا۔ خانصاحب فرمانے لگے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ مومن کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔ مجھے انکی اس بات سے تسلی ہوئی۔ اور میں بریلی کو روانہ ہو گیا۔ ڈاک گاڑی سے میں نے سفر کیا۔ اور انٹر کا میں نے ٹکٹ لیا۔ میں ڈیڑھ سال کے بعد گھر جا رہا تھا طبیعت کچھ اچاٹ سی تھی۔ دل چاہتا تھا کہ اُڑ کر وہاں پہنچ جاؤں اس لئے ڈاک گاڑی بھی مجھے چھکڑا سی معلوم ہونے لگی۔ ریل میں آٹھ دس مولوی تھے۔ اور ایک پادری۔ تقدیر اور تدبیر پر بحث ہوئی۔ مولویوں کو میری گفتگو ناگوار معلوم ہوئی اور مجھے کہا کہ بحث کرنا کفر ہے میں نے ان سے کہا کہ آپ بحث نہ سنئیں میرا تو کام ہی بحث کرنا ہے اور مجھے اس میں لطف آتا ہے مولوی صاحبان ناراض ہو کر خاموش ہو گئے۔ گاڑی چلتی رہی اور میں اور پادری بیچ بیچ کر بحث کرتے رہے۔ پادری صاحب بحث کا رنگ بدل کر تثلیث پر آ گئے۔ اور کہا کہ تثلیث کے بغیر گزارہ نہیں۔ تثلیث سے قرآن بھرا پڑا ہے تثلیث سب کو ماننی پڑتی ہے۔ دیکھو۔ الٓمٓ۔ الٓرٰ تثلیث ہے۔ وضو بھی تثلیث ہے اور دنیا بھر کی چیزیں حسن پر تین کا ہندسہ منطبق ہو کر گنے لگا۔ یہ بھی تثلیث اور وہ بھی تثلیث۔ تب میں نے کہا کہ پادری صاحب کہ ایک چیز آپ بھول گئے ہیں۔ اعضائے تناسل بھی تین ہیں آپ نے اس کا نام نہیں لیا۔ پادری تو شرمندہ ہو گیا مگر مولوی مجھے اٹھ کر لپٹ گئے اور باری باری معانقہ کرنے لگے۔ اتنے میں رامپور کا اسٹیشن آیا تو ان مولویوں نے بڑا اصرار کیا کہ آپ ہمارے ساتھ اتریں اور ہمارے مہمان ہوں مگر میں سیدھا بریلی چلا گیا۔ بریلی پہنچا تو بحث کی وجہ سے گلا بیٹھ گیا تھا۔ بول نہیں سکتا تھا۔ مگر لوگوں میں عام چرچا ہو گیا کہ عزیز الرحمن نے مرزا صاحب کی بیعت کر لی ہے۔

انہی دنوں ایک مولوی عبد الجبار نامی پنجاب سے بریلی آیا اس نے جابجا وعظ میں میرا ذکر کیا کہ فلاں شخص مرزا صاحب کی بیعت کر کے آیا ہے وہ لوگوں کو بہکاتا ہے کوئی اسکی بات نہ سنے۔

چونکہ میری آواز بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لئے میرے عزیزوں نے ڈاکٹر کو بلانا چاہا۔ مگر میں نے انکار کر دیا دوائی لانی چاہی۔ میں نے منع کر دیا۔ میں نے شہد منگوایا اور چاٹنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کے لئے شہد مفید نہیں آپ شربت توت استعمال کریں۔ میں نے کہا کہ میں تو شہد ہی چاٹوں گا۔ کیونکہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ فیہ شفاءٌ للناس۔ میں شہد چاٹتا رہا۔ اس سے شام تک آواز صاف ہو گئی۔ شہر میں ایک آگ سی لگ گئی لوگ جوق در جوق پچاس پچاس اور سو سو کی ٹولیوں میں آنے لگے۔

ایک مولوی ایک بہت بڑی جماعت لیکر میرے پاس آیا۔ اور آتے ہی ایک تقریر کی کہ جو شخص اس کو اپنے گھر میں رکھے گا وہ بے دین ہو جائے گا اس نے بڑا سخت وعظ کیا جب وہ تقریر کر چکا تو میں نے کہا مولوی صاحب میں آپ کی طرح ٹکڑے نہیں مانگتا پھرتا۔ یہ میرا گھر ہے مجھے تو کوئی ایسا بہادر نظر نہیں آتا جو مجھے یہاں سے نکال دے اور میں بھی دیکھونگا کہ آپ کے وعظ کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور آپ جو یہ دو کپتان لیکر آئے ہیں یہ لوگ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں اس کے بعد وہ سب لوگ چلے گئے۔ صرف دس بارہ آدمی رہ گئے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ کیا آپ کے پاس مرزا صاحب کی کوئی تصویر ہے۔ میرے پاس ایک بڑے خوبصورت چوکھٹے میں حضرت صاحب کی ایک تصویر تھی۔ میں نے اُن کو دکھائی۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ایک بڑے باشرع اور نورانی آدمی کی تصویر ہے۔ نہ کوئی لباس انگریزی ہے جوتا اور کوٹ بھی انگریزی نہیں۔

وہاں ایک ایسا واقعہ ہوا جس کا دو تین اشخاص پر ایسا اثر ہوا کہ وہ احمدی ہو گئے۔ ایک تو عبد اللہ صاحب معمار تھے۔ اور دوسرے میر حسین صاحب تھا۔ اور میر مہدی حسین صاحب جو دہلی میں فرنیچر کا کام کرتے ہیں۔ پھر ایک اور صاحب ظفر یار خاں صاحب بعد میں احمدی ہوئے اسطرح خدا تعالیٰ نے مجھے اکیلا نہ رہنے دیا۔ اور ایک جماعت پیدا کر دی۔

صوفی تصور حسین صاحب کا تذکرہ

الغرض گھر گھر احمدیت کا چرچا تھا اس چرچے کی وجہ سے صوفی تصور حسین صاحب مرحوم و مغفور کو بھی توجہ ہوئی۔ ان کو شاعری کا شوق تھا اور اس وجہ سے تمام بڑے بڑے امرائے شہر سے ان کا تعلق تھا۔ عالم بھی تھے۔ حافظ بھی تھے قرآن خوب یاد تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط دس بارہ صفحے کا لکھا اور تمام بڑے آدمیوں کو دکھایا کہ میں یہ خط مرزا صاحب کو بھیج رہا ہوں۔ سب نے اس خط کی بڑی تعریف کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ ملا تو انہوں نے مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کا جواب لکھ دو۔ مولوی صاحب نے ایک خط پر لکھا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا تو ہماری کتابیں پڑھو یا ہمارے پاس آ جاؤ۔ جب وہ کارڈ بریلی میں پہنچا تو اس کارڈ کو لیکر تمام بریلی میں پھرے۔ ہر شخص کو خط دکھاتے اور کہتے کہ دیکھو یہ مرزا صاحب کی علمی لیاقت ہے میرے خط کے جواب میں یہ کارڈ آیا ہے۔ الغرض خوب مذاق اڑا۔ میں ان سے اسی سبب سے ناراض ہو گیا سلام علیک تک جاتی رہی۔ ایک لمبے عرصے کے بعد ملاقات ہوئی۔ میں نے بغیر سلام علیکم کہنے کے خطبہ الہامیہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے اسے لے لیا اور دیر تک پڑھتے رہے ایک بجے کے قریب جوش سے انہوں نے اللہ اکبر کہا۔ اور حضرت کو بیعت کا خط لکھ دیا اور لکھا کہ میرا دل حضور کے ملنے کو بہت چاہتا ہے۔ مگر میرے پاس کرایہ نہیں۔ حضور نے جواب لکھا کہ توکل پر چلے آؤ۔ خط ملنے پر انہوں نے لکڑی کندھے پر رکھی اور چند روٹیاں پکوا کر لے آئے۔ اور مجھے کہا کہ میں قادیان جا رہا ہوں۔ میں حیران ہوا اور ان کو روکا کہ اسطرح نہیں جانا چاہیئے انہوں نے حضرت

کا کارڈ دکھلایا کہ یہ حکم ہے میں نے کہا کہ اچھی بات ہے اگر توکل پر جانا ہے تو آج رات کو آپ کو روانہ کردیں گے۔ لہذا رات کی گاڑی سے قادیان روانہ کر دیا۔

صوفی تصور حسین صاحب کی بیعت کے بعد بریلی میں اور بھی شور پڑ گیا۔ لوگ ان کے دشمن ہو گئے۔ ایک دفعہ جبکہ وہ گلی سے گذر رہے تھے تو لوگوں نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کرنے کی نیت سے انکے سینے پر چاقو رکھ دیا۔ صوفی صاحب نے اپنے دشمن سے کہا کہ تم اپنا کام کرو میں حضرت مرزا صاحب کو کبھی جھوٹا نہیں کہوں گا۔

راہگیروں نے جب یہ نظارہ دیکھا تو انہوں نے شور مچایا کہ ایک آدمی کو کیوں مارتے ہو۔ اس شور پر بد معاش ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

میر مہدی حسین صاحب کے والد میر حسین پر لوگوں نے چھپ چھپکر اینٹیں ماریں اور ان کا سر پھوڑ دیا ان کے سر میں اسقدر زخم آئے اور اس قدر نشانات زخموں کے موجود ہیں کہ دیکھنے والے کا ایمان بڑھتا ہے۔

بریلی میں میری مخالفت کی یہ حالت تھی کہ میں جدہر جاتا ادہر سے لوگ شور مچاتے وہ شیطان جاتا ہے۔ وہ خبیث جاتا ہے۔ میں جب نکلتا تو بغل میں سلسلہ کے اشتہار دبا لیا کرتا اور ہاتھ میں پنسل لیکر اُسے چاقو سے بناتا جاتا۔ اشتہار کسی کے ہاتھ میں نہ دیتا بلکہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر پھینکتا جاتا۔ دشمن اُٹھا لیتے اور پڑھتے مگر گالیاں بھی دیتے۔ لیکن میرے قریب نہیں آتے تھے

ایک دفعہ چار آدمی لٹھ بند میرے مارنے کے لئے ایک درخت کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو ایک رسالہ دیا انہوں نے رسالہ لیکر پھاڑ دیا اور پیروں تلے روندا۔ ایک نے مجھے مارنے کے لئے لٹھ اٹھایا میں نے کہا کہ ذرا ٹھہرو۔ دیکھو تو سہی میں نے تم کو کیا دیا۔ میں نے پرچہ دکھایا تو اس میں جلی حروف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام تھے اس پر ایک دوسرے شخص کو جوش آگیا اور اس نے روندنے والے کو وہی لٹھ مار دیا۔ جس سے اُس کا سر پھٹ گیا۔ اور وہ گر پڑا۔ شور پڑ گیا۔ خون ہو گیا۔ خون ہو گیا۔ پولیس آگئی مجروح کو اُٹھا لیا۔ زخمی کے ساتھی سب بھاگ گئے پولیس سب انسپکٹر نے کہا کہ جتنے آدمی ہیں سب جھوٹے بیان دینگے۔ مگر میری طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ سچا بیان دے گا۔

ہم نے بریلی میں ایک اشتہار دیا تھا کہ چودھویں صدی کے علماء سب یہودی صفت ہو گئے [illegible] اس پر مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اسے دیکھ کر اخبار "تیر اعظم" میں لکھا کہ ایک گندا اشتہار میری نظر سے گزرا ہے۔ ہم نے جواب میں لکھا کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث لکھی تھی مگر احمد رضا خان اسے گندا اشتہار بتلاتا ہے۔ نیز انہوں نے ہمارے خلاف فتویٰ دے رکھا تھا کہ جس شخص نے احمدیوں سے ایک بار بھی بات کی اُس نے اپنی ماں سے ستر ہزار بار زنا کیا۔ ہم نے لکھا کہ مولوی صاحب آپ نے ہمارے ساتھ کتنی باتیں کر لی ہیں۔ اور یہ بھی بتلا دیں کہ کسقدر قوت مردانگی آپ میں ہے پھر ہم نے بریلی والوں کو مخاطب کرکے لکھا کہ اے مسلمانانِ بریلی! یہ فتویٰ آپ لوگوں کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں۔ اور آپ میں سے کون شخص ہے جس نے ہم سے بات نہیں کی۔ پھر مولوی صاحب کی یہ اِسقدر مہربانی کیوں آپ کے حال پر ہے۔

الغرض اس طرح دندان شکن جوابات ہم دیا کرتے تھے۔ ہماری طرف سے حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری جواب لکھا کرتے تھے۔ اور بڑے دندان شکن جوابات لکھا کرتے تھے۔ یہ حضرت خلیفہ اوّل کے زمانہ کی بات ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل نے ان اشتہارات کے لب و لہجہ کی سختی کو ناپسند فرمایا تھا۔ اور دراصل اس وقت ہم لوگوں نے حضور سے اسکے متعلق کوئی مشورہ بھی نہیں کیا تھا

لفظِ توفی پر دلچسپ مناظرہ

ایک دفعہ ایک ہمارے دوست اور عزیز نے لفظ توفی پر بڑا شور کیا اور کہا کہ اسکے معنے ہیں اُٹھا لینا اور بھر لینا اور بڑی مخالفت کی۔ میں نے ایک دن خاموشی سے ایک اشٹام منگوایا۔ اور چھپا کر گھر میں رکھ لیا۔ جب وہ مجھے ملنے آئے تو میں نے کہا کہ ایک بیوہ عورت کی جائداد کا کرایہ نامہ لکھ دیجئے۔ آپ کو ثواب ہوگا اس نے اسکے خاوند کے نام کے ساتھ متوفی لکھ کر کرایہ نامہ لکھ دیا۔ میں نے وہ کاغذ لیکر قابو کر لیا اور اُسے کہا کہ اب تو تم نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ خدا نے اُسے اُٹھا لیا یا بھر لیا۔ اس پر وہ بڑا گھبرایا۔ اور کاغذ مجھ سے لینا چاہا مگر میں نے کہا کہ اب تو آپ قابو آ گئے۔

صوفی تصور حسین صاحب ایک دفعہ قاضی شبر کی کوٹھی پر گئے اس روز وہاں مشاعرہ تھا۔ مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ میرا لباس پنجابی وضع کا تھا اس لئے ہر ایک کی نگاہ میری طرف اُٹھتی تھی بہت سے آدمی وہاں بیٹھے ہوئے تھے مجلس لگی ہوئی تھی۔ قاضی شبر نے صوفی تصور حسین صاحب سے میرے متعلق پوچھا کہ ان کا مکان کہاں ہے تو میں پنجاب کی ایک ریاست کپور تھلہ کا ملازم ہوں اس نے کہا کہ کیا آپ مرزا صاحب کے [illegible] میں نے کہا کہ میں اُن کا ادنیٰ غلام ہوں اُنہوں نے کہا کہ کیا آپ نے اُن کو دیکھا ہے میں نے کہا کہ میں بیس پچیس مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں وہاں قصبہ آنولہ کا ایک رئیس بھی بیٹھا تھا اس نے کہا کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ کوئی ذرہ خدا کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا اور کہا کہ یہ قرآن کی آیت ہے میں نے جواب میں اس رئیس سے کہا کہ یہ خدا تعالیٰ پر افترا ہے صوفی صاحب نے مجھے روکنا چاہا مگر میں نہ رُکا۔ ایک دوسرے شخص نے کہا کہ یہ رسول خدا صلعم کی حدیث ہے میں نے کہا پہلے خدا پر افترا تھا اب خدا کے رسول پر۔ وہ سب کے سب خاموش ہو گئے جب سب لوگ رخصت ہوئے تو مالک مکان دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا اور سب کو مصافحہ کرکے رخصت کرنے لگا۔ جب میری باری آئی تو اس نے آہستہ سے اشارہ کرکے مجھے روک لیا جب سب چلے گئے تو اس نے دروازے کی چٹخنی لگا دی۔ اور مجھے کہا کہ آپ اوپر تشریف لے آئیں وہ آگے آگے تھا اور میں اسکے پیچھے پیچھے۔ میں نے چپکے سے چاقو کھول لیا کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے مارے اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کا مکان کہاں ہے میں نے کہا پرانے شہر میں۔ پھر پوچھا کہ آپ کے بیوی بچے ہیں میں نے کہا کہ ہاں ہیں۔ تو اس نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ بریلی شہر ہے آپ یہاں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کی کہ رسول خدا صلعم کے صحابہ نے اپنے خونوں سے اسلام کے باغ کی آبپاشی کی ہے تب ہندوستان تک اسلام پہنچا ہے۔ اور مجھے آپ روک سکتے ہیں۔ اس نے مجھے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ ان ایام میں مجھ پر ایک مقدمہ بھی تھا۔ اس نے کہا کہ اگر آپ کو روپیہ کی ضرورت ہے تو آپ مجھ سے لے لیں۔ قاضی صاحب ایک بڑے رئیس بھی تھے۔ میں نے کہا کہ مجھے آپکے روپے کی ضرورت نہیں۔ میرے اتنے بھائی ہیں کہ اگر وہ ایک ایک روپیہ چندہ بھی دیں تو تمہاری ریاست کی قیمت سے زیادہ رقم جمع ہو سکتی ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ میرا ایک دوست وسیع حیدر نامی وکیل ہے میں اس سے کہوں گا وہ آپ کا مقدمہ اچھی طرح سے کرائے گا۔ میں نے کہا کہ میرا وکیل خدا تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ نہ عیسائی۔ نہ ہندو نہ آریہ۔ اور نہ کسی اور مذہب کا آدمی۔ آپ کا دوست شیعہ ہے وہ جب حضرت صاحب کا یہ شعر سنے گا۔ ع

کربلائے ست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

تو وہ گھبرا کر میرا دشمن ہو جائے گا۔ تب وہ میری اس حالت کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور خاموش ہو گیا۔

(باقی آئندہ)

میں کیونکر احمدی ہوا

حضرت حافظ سخاوت حسین صاحب بریلوی کے حالات

(حافظ صاحب کی زبان قلم سے)

ابتدائی حالات - مولویوں کی مغالطہ دہی اور ابلہ فریبیاں - مولوی کا غصہ جھنجلاہٹ اور آستین چڑھانا - مخالفوں کے جور و ستم - اپنوں اور غیروں کا بائیکاٹ - گھر پر اینٹوں کی بارش - خدا کی نصرت اور تائید - بریلی کی سنگلاخ زمین میں مسجد احمدیہ اور اسکی تاریخ

ابتدائی حالات ہم علوی خاندان سے ہیں اور شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے ہمارے آباؤ اجداد محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان آئے - وہ بڑے عہدوں پر ممتاز تھے - خدا نے ان کی ذریت کو اسقدر عروج دیا کہ دلی کا شاہدرہ آجتک ان کو فراموش نہ کر سکا - حضرت شیخ مخدوم حیدر صاحب علیہ الرحمۃ ایک خدا رسیدہ بزرگ گزرے ہیں - بعض کا خیال نہیں بلکہ اکثریت اس طرف ہے - کہ وہ ہمارے خاندان کے ہی ایک فرد تھے - اور ہم انہیں کی نسل سے ہیں خدا نے انہیں بزرگی اور تقوے - طہارت میں بلند مرتبہ پر سرفراز فرمایا تھا -

انہوں نے اپنے مریدین کی جو نہایت پاک اور صوفی قلب رکھتے تھے - ایک برادری قائم کی اور انہیں معارف اور نکات الٰہیہ کے ساتھ معاش کا ذریعہ صابون سازی سکھا کر تلقین کی کہ تم سب بھائی بھائی ہو - شادی - بیاہ اور لین دین آپس میں ہی کرنا - اسی مناسبت سے ہم لوگ "صابونگر" مشہور ہو گئے - حضرت شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کے پیش نظر غالباً یہ بات ہو گی کہ یہ تقویٰ طہارت سے مزین گروہ نسلاً بعد نسلٍ اسیطرح تقویٰ پر قدم مارتا رہے گا - اور مریدین اور ان کی ذریت اسی طرح خدا کی محبوب اور مقرب بنی رہے گی مگر افسوس - رفتار زمانہ کے ساتھ انہوں نے بھی کروٹ بدل لی - چند پشتوں کے بعد خدا پرستی تو رفو چکر ہو گئی - مگر شادی بیاہ کی قید کے اب تک لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں -

---

نادر شاہی ظلم سے تمام لوگ تتر بتر ہو گئے - جس کا جدہر منہ اٹھا چلا گیا - اور متعدد اضلاع میں جا بسے - میرے والد غلام حسین بن ولی محمد بن نور محمد بن عزیز اللہ نے بریلی میں سکونت اختیار کر لی -

خدا نے مجھے چار بیٹے اور تین لڑکیاں دیں - اوائل میں جلد سازی کا کام کرتا تھا - پھر کاروباری زندگی بسر کرنے لگا - چونکہ میں نہایت محنتی اور جفاکش تھا اس لئے اوائل سے ہی اپنی اولاد کی بھی ایسی ہی عادت ڈالی - خدا کے فضل سے وہ سب خوشحال ہیں اور احمدی ہیں -

---

بریلی میں احمد رضا خانیوں کی اکثریت کے باوجود میں دیوبندی خیالات کا آدمی تھا - ماہوار چندہ بھی دیا کرتا تھا - حضرت صوفی تصور حسین صاحب نے ایک دفعہ مجھے دو ٹریکٹ دیئے - ان میں سے ایک کو میں نے پڑھا - والد مرحوم نے ٹریکٹ دیکھ کر فرمایا یہ قادیانیوں کی کتابیں ہیں - تمہارے مطلب کی نہیں - میں نے حکم کی تعمیل میں پھر نہ پڑھا اور انہیں کہیں ڈالدیا

احمدیت اور میری مخالفت میرے نسبتی بھائی حاجی غلام جبار مرحوم نے حضرت خلیفہ اول کے دست مبارک پر بیعت کی - جب وہ احمدی ہو کر بریلی پہنچے - تو برادری میں ایک شور مچ گیا - بہت بری طرح مخالفت اور بائیکاٹ کا بازار گرم ہوا خدا غریق رحمت کرے حاجی صاحب کو انہوں نے نہایت استقلال اور دلیری سے اس کا مقابلہ کیا - چونکہ میرا رشتہ نازک تھا اور برادری کے حکم کا خیال - اس لئے میں نے وسط کا رویہ اختیار کیا - کبھی ملتا کبھی نہیں میری ہمشیرہ کی وفات پر جب حاجی صاحب نے جنازہ نہ پڑھا تو مجھے بجد افسوس ہوا - اور بہت برا معلوم ہوا - اسی دن سے میں نے بھی کھلے بندوں مخالفت شروع کر دی -

میرا تعصب میرے بڑے لڑکے بابو محمد عمر اورسیر جو حاجی غلام جبار مرحوم کا خویش بھی ہے جب وہ ملازمت پر جانے لگا تو حاجی صاحب نے اُسے پڑھنے کے لئے دو کتابیں دیں - جب مجھے علم ہوا تو میں نے کہا [illegible] - بادر کھا احمدیہ [illegible] کتابیں گھر چھوڑ گیا -

حبیب احمد قریشی کا قبول احمدیت میرا سب سے چھوٹا لڑکا حبیب احمد قریشی جو نہایت ذکی اور تیز ہے (جو اب خدا کے فضل سے احمدی اور سیکرٹری تبلیغ ہے) اپنے ماموں سے وقتاً فوقتاً الجھتا - تبادلہ خیالات کرتا - میں نے جب یہ رنگ دیکھا تو اسکے نام اخبار اہلحدیث جاری کرا دیا - تاکہ اسے بحث و مباحثہ میں مدد ملے - اور یہ احمدیت کا شکار نہ ہو جائے - لیکن میرا خیال سراب ثابت ہوا - اور حق غالب آیا اور وہ احمدی ہو گیا - پہلے تو کچھ دن اس کا احمدی ہونا مجھ پر ظاہر نہ ہوا جب اسکے احمدی ہونے کا مجھے علم ہوا تو مجھے بہت تکلیف ہوئی - میں اس پر بہت بگڑا - جب میرے بھائی حاجی غلام جبار صاحب کو میری ناراضگی اور سب وشتم کا علم ہوا تو وہ گھبرائے ہوئے آئے - فرمایا: "حافظ جی! آپ خواہ مخواہ بگڑتے اور ناراض ہوتے ہیں یہ دین کا معاملہ ہے آپ تحقیق تو کریں - اگر تحقیق سے غلط ثابت ہو جائے تو ہم سب تائب ہو جائیں گے -

تحقیق کا شوق جب حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری بریلی آتے تو حاجی صاحب مجھے بلا لاتے - وہ مجھے تبلیغ کرتے - چند ایک صحبتوں میں مجھے تحقیق کا شوق پیدا ہو گیا مجھے جو بھی ملتا مولوی ملتا - حافظ صاحب کے پاس لے آتا - وہ حافظ صاحب کے سامنے دم نہ مارتے - مجھے ثابت ہونے لگا کہ مولوی یوں ہی بکواس کرتے ہیں اور حق اسی طرف ہے -

مولویوں کے نرغے میں میں اشاعت العلوم جو دیوبندی مدرسہ کی شاخ ہے پہنچا اور وہاں کے بڑے بڑے علماء سے ملکر احمدی خیالات کے اظہار کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں جس مولوی نے قلم اٹھایا وہ جھوٹ ضرور بولتا ہے - مولوی صاحب میری طبیعت کی سادگی اور تیزی سے تو واقف تھے ہی - مجھے تسلی دی اور ایک حکیم کے سپرد کر دیا کہ یہ تمہاری تسلی کر دیں گے -

لا مھدی الا عیسیٰ میں حکیم کے پاس جاتا پہروں بیٹھتا - اور تبادلہ خیالات کرتا تھا - اکثر وہاں ایک سرحدی مولوی جو مدرسہ میں مدرس بھی تھے آ بیٹھتے تھے - ایک دن حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کا ذکر چل پڑا - تو مولوی صاحب نے بڑے تمسخر سے فرمایا - اگر یہ حدیث صحاح ستہ میں ہو تو واللہ ہم سب جتنے مولوی یہاں بیٹھے ہیں احمدی ہو جائیں گے - میں نے کہا کہ حدیث تو ہے مگر مجھے اس وقت صفحہ اور سطر یاد نہیں -

[illegible] مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہاں صحاح ستہ میں حدیث ہے اس پر میں نے